تعلیم گاہوں کو مقتل نہ بنایا جائے

جمعیت اصلاح اجتماعی ۔ کویت

[کویت کی جمعیت اصلاح اجتماعی نے یہ مراسلہ کویت کے ولی عہد وزیر اعظم نیشنل اسمبلی کے اسپیکر، وزراء اور نیشنل اسمبلی کے ارکان کو بھیجا ہے ۔ اس مراسلے کا خلاصہ ہم پاکستان کے دردمند لوگوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں ۔ ادارہ]

ہم آپکی خدمت میں یہ مراسلہ پیش کر رہے ہیں ۔ اس کی بنیاد تین واضح حقائق ہیں جن پر تمام اہلِ وطن کا اتفاق ہے ۔ اس لیے کہ یہ وہ حقائق ہیں جن کے بغیر کوئی زندہ اور روشن معاشرہ وجود میں نہیں آسکتا ۔

پہلی حقیقت یہ ہے کہ ہم اس مراسلہ کے ذریعہ اپنی دینی ذمہ داری ادا کرنا چاہتے ہیں ۔ اس دینی ذمہ داری کا یہ تقاضا ہے کہ معاشرے کے اندر جب کوئی منکر علانیہ پھیل رہا ہو تو اس کے بارے میں ہمیں کوئی مثبت قدم اٹھانا چاہیے ۔

دوسری حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے آپ لوگوں کے بارے میں ہم پر نہایت نازک ذمہ داری عائد کی ہے اور وہ ذمہ داری یہ ہے کہ چونکہ آپ لوگ اس ملک کے کارپرداز ہیں اس لیے ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ لوگوں کی خیر خواہی اور نصیحت میں تساہل نہ برتیں ۔

تیسری حقیقت یہ ہے کہ کویتی معاشرے اور کویت کی آئندہ نسل کا ہم پر یہ حق ہے کہ ہم اس کے اندر پائے جانے والے اجتماعی اور اخلاقی خطرات کو روکنے کے لیے جو کوشش اور خدمت انجام دے سکتے ہوں دیں ۔

اس مراسلے کا موضوع جامعۂ کویت ہے ۔ کویت میں جب یہ یونیورسٹی قائم ہوئی تھی تو ہم نے اس سے نہایت اونچی امیدیں وابستہ کی تھیں ۔ ہمارا خیال تھا کہ یہ یونیورسٹی ایسی نسل تیار کرنے میں مدد دے گی جو

معیار کے لحاظ سے اور احساس ذمہ داری کے پہلو سے موجودہ نسل سے بدرجہا بہتر ہوگی جو ہر مرحلہ میں دشمن سے شکست کھاتی جا رہی ہے اور جس کی آنکھوں کے سامنے بیت المقدس کے سقوط کا المیہ پیش آیا ہے۔ یعنی ایسی نسل اس یونیورسٹی سے اٹھے گی جو علم و دانش کی بنیادوں پر ملک کی تعمیر کرے گی اور اخلاق و فضائل کے ذریعہ اس تعمیر کی رکھوالی کرے گی۔ لیکن آج اس یونیورسٹی کو بعض لوگ جن مقاصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں وہ اُس وقت ملک کے بہی خواہ افراد کے ذہن میں قطعاً نہ تھے۔ اس وقت یہ یونیورسٹی رقص و سرود اور اختلاط کے پردے میں معاشرتی تخریب کی لائن اختیار کر چکی ہے۔ ملک کے بہی خواہ عنصر نے جب یونیورسٹی کے قیام کا خیر مقدم کیا تھا تو اس بنا پر کیا تھا کہ کویتی معاشرے کو علم و دانش کی ضرورت ہے، رقص و سرود کی حاجت نہیں ہے۔ فیکٹریوں اور کارخانوں کی ضرورت ہے تھیٹروں اور رقص گاہوں کی طلب نہیں ہے۔ کویت کے باشندے مرد ہوں یا عورت اختلاط کے بغیر بھی ٹکنالوجی میں تفوق حاصل کر سکتے ہیں اور اٹیمی ترقی میں حصہ لے سکتے ہیں اور طب و انجینئرنگ کے جدید انکشافات سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اس لیے کہ علمی ترقی کے لیے رقص و اختلاط لازم نہیں ہے اور نہ ان دونوں چیزوں کے مابین کوئی علمی و فنی ربط پایا جاتا ہے۔

لیکن اب کچھ لوگ یونیورسٹی بلکہ پورے معاشرے کو جس رنگ میں ڈھالنا چاہتے ہیں وہ پنہاں نہیں رہا بلکہ دلوں کے ارادوں سے نکل کر علانیہ جدوجہد کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اگر یہ لوگ اپنی غلط بات پر اڑنا اپنا حق سمجھتے ہیں اور اس کے نفاذ کے لیے جرأت دکھانا جانتے ہیں تو ہم بھی اپنا یہ حق سمجھتے ہیں کہ ہم ایسی غلطیوں کا سدباب کریں اور قوم کو آگاہ کریں اور تیار کریں کہ وہ ان غلطیوں کی بیخ کنی کے لیے اُٹھ کھڑی ہو۔ یونیورسٹی کے اندر اختلاط ممنوع ہے۔ اور خود نیشنل اسمبلی نے اس کی مخالفت کی قرارداد پاس کی تھی۔ لیکن رقص و اختلاط کے رسیا افراد اور تنگ اور عریاں لباس کے حامی لوگ ہر قانون سے تجاوز کر چکے ہیں، خود نیشنل اسمبلی کو بھی ہیچ گردان چکے ہیں۔ یہ گروہ کجرو اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے برابر جدوجہد کرتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے یونیورسٹی کے اندر تھیٹر قائم کر لیے ہیں جن میں کویتی لڑکے اور لڑکیاں رقص اور سرود اور اداکاری کی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ اور مخلوط تفریحیں اور مخلوط دورے منظم کیے جاتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ان مشکوک سرگرمیوں سے اسلام، علم، کویت اور نوجوان کسی کو کوئی فائدہ حاصل

نہ ہوگا۔ بلکہ اس سے اصل فائدہ صرف دشمنانِ اسلام ہی اٹھائیں گے جو اسلامی معاشروں کو اندرونی طور پر تباہ کر دینا چاہتے ہیں اور ان کے اخلاقی اور نفسیاتی بندھن کھول دینا چاہتے ہیں تاکہ وہ معمولی سی جد وجہد کے بعد ان معاشروں پر اپنی گرفت قائم کر سکیں۔

یونیورسٹی کی یہ مشکوک سرگرمیاں ملک کو تین واضح خطرات سے دوچار کر رہی ہیں:

۱۔ معاشرے کو اسلامی آداب و ضوابط سے آہستہ آہستہ دُور ہٹایا جا رہا ہے۔ یہ لوگ عامۃ الناس سے یہ کہنے کی جرأت تو نہیں کر سکتے کہ اسلام کو چھوڑ دو، لیکن وہ یہ منصوبہ رکھتے ہیں کہ اگر لوگ رقص و سرود پر خاموش ہو گئے تو پھر اگلا اہم قدم اٹھائیں گے۔ اور کویت سے اسلام کے اخراج کی کھلم کھلا دعوت پیش کریں گے۔

۲۔ یونیورسٹی اور معاشرے کے مابین تعلقات خراب ہو جائیں گے۔ یونیورسٹی اگر موجودہ ڈگر پر چلتی رہی تو یہ معاملہ دو حال سے خالی نہیں ہوگا۔ یا تو اس صورتِ حال سے یونیورسٹی اور معاشرہ دونوں تباہ کن معاشرتی المیے سے دوچار ہو جائیں گے۔ اور یا معاشرہ یونیورسٹی سے متنفر ہو جائے گا اور اسے شک و شبہ کی نگاہوں سے دیکھے گا۔ اور یہ صورت بھی تباہ کن ہوگی اور کویت کی علمی ترقی میں حائل ہوگی۔

۳۔ کویت کی نوجوان نسل ضائع ہو جائے گی اور انہیں مسائل سے دوچار ہو جائے گی جو اختلاط و رقص کی وجہ سے دنیا کے دوسرے ملکوں میں پیش آ رہے ہیں۔ اور یہاں بھی بے راہ روی اور اخلاقی انارکی کا وہی طوفان اٹھ کھڑا ہوگا جس نے دنیا کی نوجوان نسل کے اندر سے رجولیت، عزم و ہمت اور اعلیٰ صلاحیتوں کو پیس کر رکھ دیا ہے اور اسے حشیش نوش اور افیون خور نسل بنا کر رکھ دیا ہے۔ بلکہ دوسرے معنی میں اخلاقی بے راہ روی نے نسل انسانی کو خودکشی کی لعنت میں گرفتار کر دیا ہے۔ کیا یونیورسٹی کے کارپرداز بھی کویت کے نوجوان کو خودکشی کے راستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں۔

یہ معاملہ انتہائی نزاکت اختیار کر چکا ہے۔ اس پر اب زیادہ صبر نہیں کیا جا سکتا۔ اور ضرورت اس امر کی ہے کہ فوری طور پر مؤثر اقدامات کیے جائیں جن سے کویت کے لوگ اپنی اولاد کے مستقبل کے بارے میں مطمئن ہو سکیں۔ ہمارا مدعا یہ ہے کہ تعلیم گاہیں کو قتل گاہیں نہ بنایا جائے۔